© rasailojaraid.com

ایسا زبردست آلۂ جہاد ہے جس کا استعمال ضروری اور ناگزیر ہو اور جس کے عدمِ استعمال سے ضررِ شدید لاحق ہو۔ اس لیے میرے نزدیک حضراتِ حنفیہ کا مسلک ہی زیادہ سے زیادہ کراہت تنزیہی ثابت کرتا ہے۔

آپ اگر سیاہ خضاب کو ممنوع سمجھتے ہیں تو ضرور اسی کے مطابق عمل کریں۔ میں بھی اسے نہ استعمال کرتا ہوں نہ اس کی ضرورت و افادیت کا قائل ہوں۔ مگر شریعت نے جس چیز میں وسعت رکھی ہو اس میں دوسروں پر تنگی چاہنا اور جھگڑنا صحیح نہیں ہے۔

بائیبل میں تحریف کا ثبوت

سوال: میں ایک کالج میں زیرِ تعلیم ہوں۔ میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکا پڑھتا ہے جس سے مذہبی بحث ہوتی رہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ بائیبل میں تحریف ہو چکی ہے تو اس نے انکار کیا، ثبوت طلب کیا اور بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں بحرِ مردار کے کنارے انجیل کے بعض نسخے ملے ہیں جن سے اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ موجودہ بائیبل قطعی صحیح ہے۔ آپ سے دریافت طلب بات یہ ہے کہ بائیبل کے مسخ ہونے کا ثبوت کیسے فراہم کیا جا سکتا ہے؟

دوسری بات اس نے یہ کہی کہ حضرت موسیٰؑ نے پیشین گوئی کی تھی کہ میرے بعد ایک آخری نبی آئے گا جس کا نام عیسیٰؑ ہو گا؟

جواب از ملک غلام علی صاحب: تعجب ہے کہ آپ کا عیسائی دوست بائیبل کی تحریف سے انکار کرتا ہے، حالانکہ اس میں تحریف ہر وہ شخص بآسانی محسوس کر سکتا ہے جس نے کبھی اسے پڑھا ہو اور اس کی ترتیب اور مضامین پر غور کیا ہو۔ بائیبل کا محرف ہونا اب ساری دنیا، حتیٰ کہ عیسائی و یہودی اہلِ علم و تحقیق کے نزدیک بھی ایک مسلمہ اور ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ بائیبل پر تنقید اب ایک مستقل فن بن چکا ہے، جس میں آئے دن کتابیں تصنیف ہو رہی ہیں۔

مختصراً آپ یہ سمجھ لیں کہ ایک کتاب میں تحریف کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس شکل میں ابتداءً وجود میں آئی تھی اس کے اندر اجات میں اضافہ کر دیا جائے یا کمی کر دی جائے، یا اس کے مضامین میں تغیر و تبدل کر دیا جائے، یا جس زبان میں وہ کتاب آغاز میں موجود تھی وہ زبان مٹ جائے، یا اس کتاب کا ترجمہ در ترجمہ دوسری زبانوں میں کر دیا جائے اور اصل کتاب باقی نہ رہے۔ آپ اپنے دوست سے پوچھیے کہ انبیائے بنی اسرائیل کی کتابوں کا مجموعہ جو آج دنیا میں بائیبل کے نام سے پایا جاتا ہے، ان میں سے کوئی ایک کتاب بھی اس زبان میں موجود ہے جس زبان میں وہ ابتداء میں نازل ہوئی تھی اور جو اس نبی اور اس قوم کی زبان تھی جس میں یہ کتاب اُتری تھی؟ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان آرامی (ARAMAIC) تھی، کیا اس زبان میں انجیل (نیو ٹسٹامنٹ) آج کہیں موجود ہے؟

پھر عہدِ عتیق و عہدِ جدید (اولڈ اینڈ نیو ٹسٹامنٹ) کو جو شخص آنکھیں کھول کر پڑھے، وہ دیکھے گا کہ اس میں صرف خدا کا کلام (WORD OF GOD) ہی نہیں ہے، بلکہ اس میں انبیاء کا اپنا کلام بھی ہے (جسے ہم حدیث کہتے ہیں)۔ اس میں غیر انبیاء کی طرف سے خدا اور رسولوں کے اقوال کی تشریح و تفسیر بھی ہے۔ اس میں یہودیوں اور عیسائیوں کی قومی و مذہبی تاریخ بھی ہے اور ان کے مذہبی قانون کی وہ جزئیات بھی ہیں جو نبیوں کے بعد علماء نے مرتب کیں (جسے ہم فقہ کہتے ہیں)۔ بائیبل کے عہدِ قدیم (اولڈ ٹسٹامنٹ) میں حضرت موسیٰؑ کی وفات اور عہدِ جدید میں حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دیئے جانے اور صلیب پر اُن کے جان دینے کا ذکر بھی موجود ہے۔ کیا اپنی وفات کے واقعات انبیاء خود بیان کر سکتے تھے یا ان کے حینِ حیات اللہ تعالیٰ اس شکل میں بیان فرما سکتا تھا جیسے ایک گزشتہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ انجیل کے چاروں مصنفوں کا تو نام بھی الگ الگ کتابوں میں درج ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ انسان کی تصنیف نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے؟

پھر آپ اپنے دوست سے پوچھیے کہ ان کتابوں میں انبیاء و صلحاء کی جو گھناؤنی تصویریں پیش کی گئی ہیں کیا نعوذ باللہ یہ خدا کی پیش کردہ ہیں۔ مثلاً حضرت لوطؑ پر اپنی بیٹیوں سے زنا کا الزام، حضرت یعقوبؑ کی بیٹی اور بیٹے پر زنا کا الزام، حضرت داؤدؑ اور ان کے لڑکے پر تہمتِ زنا، حضرت سلیمانؑ پر شرک و بُت پرستی کا الزام۔ ان شرمناک اتہامات کی بائیبل میں موجودگی کے بعد کوئی شخص کیا یہ تصور بھی کر سکتا ہے کہ

© rasailojaraid.com